بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی خَاتَمِ الْأَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ أَجْمَعِیْنَ، أَمَّا بَعْدُ:

100: اہل سنت والجماعت کا موقف اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کے تعلق سے۔(حصہ چہارم)

العقیدۃ الواسطیۃ لشیخ الاسلام الامام ابوالعباس احمد ابن تیمیہ رحمہ اللہ، شرح فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ۔

پچھلے درس میں ہم رُکے تھے شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے اس جملے پر: "ویشھدون بالجنة لمن شھد له رسول الله صَلَّى الله علیه وسلم، كالعشرة، وثابت بن قیس بن شماس، وغیرھم من الصّحابة" (اور گواہی دیتے ہیں (یعنی اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے اصولوں میں سے یہ بھی اصول ہے) جنت کی اُس کے لیے جس کے لیے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گواہی دی جیساکہ عشرۃ مبشرۃ، اور ثابت بن قیس بن شماس اور اِن کے علاوہ صحابہ میں سے)۔

ہم بات کر رہے تھے پچھلے چند دروس سے صحابہ کرام کے تعلق سے اہل سنت والجماعت کا مؤقف، اور یہ جو مؤقف ہے اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدے کے اصولوں میں سے ایک اصول ہے یہ ہم سب جانتے ہیں، آج کی نشست میں کچھ ایسے صحابہ ہیں جن کا نام لے کر اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے اُن کی زندگی میں ہی اُن کو جنت کی خوشخبری سنائی تھی کہ فلاں صحابہ جنتی ہے، تو آج کی نشست میں یہ دیکھتے ہیں کہ کون سے یہ صحابہ ہیں اور پھر کیا صحابہ کے علاوہ بھی کسی کے لیے جنت کی گواہی دینا جائز ہے یا نہیں، اہل سنت کا اس میں کیا مؤقف ہے اہل بدعت کا اس میں کیا مؤقف ہے آیئے دیکھتے ہیں۔

سب سے پہلی بات کہ یہ جو جملہ ہے شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے جو عقیدۃ الواسطیۃ میں بیان کیا ہے لفظ ہے گواہی کا "ویشھدون":
شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "أي: أھل السنة والجماعة" (اہل سنت والجماعت جو ہیں گواہی دیتے ہیں)۔ اور یہ جو جنت کی گواہی ہے اس کی دو قسمیں ہیں شیخ صاحب فرماتے ہیں؛ ایک ایسی گواہی ہے جو وصف کے ساتھ جڑی ہوئی ہے، اور دوسری گواہی جو ہے وہ شخص کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔ وصف سے مراد کوئی ایسی خصلت کوئی ایسی صفت جس کی وجہ سے قرآن اور سنت میں دلیل موجود ہے کہ جس کے اندر یہ صفت پائی جائے وہ جنتی ہے؛ یعنی اس کی مثال جیساکہ شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں ہر مومن کے لیے کہ وہ جنت میں ہے۔

یہاں پر کون سی صفت ہے؟ صفت ایمان کہ ہر مومن جنتی ہے، اور ہر متقی جنتی ہے۔ صحیح ہے کہ نہیں؟ قرآن مجید میں کئی آیات ہیں چند کی مثال ابھی بیان کرتے ہیں۔

یہاں پر کسی شخص کا تعین نہیں کیا گیا ہے اور اس گواہی کو عام گواہی کہتے ہیں ''شهادة عامة''، اور ہمارے اوپر یہ واجب ہے (شیخ صاحب فرماتے ہیں) کہ ہم اس گواہی پر ایمان رکھیں اور اس گواہی کو مانیں کیونکہ اس کی خبر اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (اب یہ چند مثالیں اور دلائل ہیں اس بات کے کہ جنت کی گواہی وصف کی بنیاد پر کسی کو بھی دی جاسکتی ہے جس کی دلیل موجود ہو)، سب سے پہلی دلیل اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ لقمان 8 اور 9 میں: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ۝۸ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۹﴾۔

تو اس آیت میں دیکھیں دو چیزیں ہیں ﴿الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ کس چیز کی گواہی ہے؟ ﴿لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ﴾ (اُن کے لیے جنت النعیم ہے)۔

دوسری دلیل سورۃ آل عمران آیت نمبر 133 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝۱۳۳﴾ (اور جلدی کرو اپنے ربّ کی مغفرت کی طرف اور اُس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کی مانند ہے جسے تیار کیا گیا ہے متقین کے لیے)۔

یہاں پر کون سا وصف ہے یہ جنت کس کے لیے تیار کی گئی ہے؟ متقین۔

تو اہل ایمان، اہل عمل صالح اور اہل تقویٰ جو ہیں اُن کے لیے گواہی ہے قرآن مجید میں کہ یہ سب جنتی ہیں، اب یہاں پر آپ دیکھتے ہیں کہ کسی خاص شخص کا نام نہیں ہے وصف کی بنیاد پر جس کے اندر یہ پیاری خصلت موجود ہے، جو بھی اس صفت ایمان سے اور صفت تقویٰ سے متصف ہو وہ اس خوشخبری میں شامل ہے کہ وہ جنتی ہے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: دوسری قسم کی گواہی جو ہے جنت کی جو کسی خاص معین شخص کے لیے جڑی ہوئی ہے تو ہم یہ گواہی دیتے ہیں کہ فلاں جو ہے وہ جنتی ہے یا فلاں قسم کے لوگ جو ہیں وہ جنت میں ہیں اور یہ خاص گواہی ہے ہم ہر اُس شخص کے لیے دیتے ہیں کہ وہ جنتی ہے جس کے لیے گواہی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی چاہے وہ کسی ایک شخص کے لیے کیوں نہ ہو یا ایک سے زیادہ لوگوں کے لیے کیوں نہ ہو۔ اور پھر اس کی مثال جو ہے شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے بیان کی ہے:

''کالعشرة'' (جیسا کہ دَس (10))۔ دَس (10) سے کیا مراد ہے؟ عشرة مبشرة بالجنة۔

یہ وہ دَس صحابہ ہیں جن کی زندگی میں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے اُن کو جنت کی خوشخبری سنائی تھی اور یہ لقب اس لیے اُن کو دیا گیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہی حدیث میں اِن تمام دَس صحابہ

کو جمع کیا ہے اور یہ خوشخبری سنائی ہے اور یہ دَس صحابہ جو ہیں چار خلفائے راشدین ہیں: سیدنا ابو بکر، عمر، عثمان اور علی، اور پھر اِن کے بعد سیدنا سعید بن زید، سعد بن أبي وقاص، عبد الرحمٰن بن عوف، طلحہ بن عبید اللہ، پھر زبیر بن العوام، ابو عبیدہ عامر بن الجراح، اور یہ دَس صحابہ جو ہیں ایک ہی حدیث میں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِن کا نام لے کر اِن کو جنت کی خوشخبری سنائی تھی۔

اور اِن کے جو تراجم ہیں (شیخ صاحب فرماتے ہیں) یہ مطولات میں موجود ہیں کوئی اگر مزید دیکھنا چاہے جیسا کہ سیر اعلام النبلاء ہے یہ وہ کتاب ہے امام الذہبی کی جس میں تفصیل موجود ہے، اور کچھ اور بھی کتابیں ہیں۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ چار خلفائے راشدین کے ساتھ جو باقی چھ ہیں اُن کو ایک ہی نظم میں بیان کیا گیا ہے تاکہ آسانی سے یاد کیا جاسکے: "سَعيدٌ وَسَعْدٌ وَابْنُ عَوْفٍ وَطَلْحَةٌ ... وَعامِرُ فِهْرٍ وَالزُّبَيْرُ الْمُمَدَّحُ"۔

"سَعيدٌ وَسَعْدٌ" (کون ہیں؟ سعید بن زید اور سعد بن أبي وقاص) "وَابْنُ عَوْفٍ" (عبد الرحمٰن بن عوف) "وَطَلْحَةٌ" (طلحہ بن عبید اللہ) "وَعامِرُ فِهْرٍ" (ابو عبیدہ عامر بن الجراح) "وَالزُّبَيْرُ" (زبیر بن العوام) "الْمُمَدَّحُ" (یعنی ان کی مدح کی گئی)۔

یہ چھ ہیں اور باقی چار تو پہلے سب جانتے ہیں جو خلفائے راشدین ہیں۔

اس کا ریفرنس (Reference) کوئی جانتا ہے یہ بیت جو ہے شعر کا جو نظم ہے یہ؟ ہم پڑھ چکے ہیں اور عقیدے کے دروس میں ہی پڑھ چکے ہیں اور آئمہ سلف کے عقیدے میں ہی پڑھ چکے ہیں کس کا عقیدہ ہے؟ ابوداود کے بیٹے کا: حائیۃ کے نام سے پڑھا تھا "الحائية ابن أبي داود": حائیۃ کے نام سے یعنی سب سے آخر میں حاء کے حرف سے یہ ختم ہوتی ہے اس لیے حائیۃ کہتے ہیں، اگر آپ تھوڑا ریوائز (Revise) کریں تو آپ کو یاد ہوگا یا آپ ویب سائٹ پر دیکھ لیں دروس میں تو آپ کو نظر آجائے گا، اور کافی پرانا غالباً آٹھ دس پہلے یہ ہوا تھا۔

تو یہ نظمیں جو ہوتی ہیں اس لیے علماء کو دیکھیں نثر اور نظم ہر طریقے سے ان کی مصنفات موجود ہیں عقیدے میں تاکہ آسانی سے یاد کیا جاسکے، یہ خاص ٹرکس (Tricks) ہوتی ہیں جیسے میڈیکل میں بھی ہم جب چیزیں پڑھتے تھے اور بہت ساری چیزیں یاد کرنی ہوتی تھیں میڈیسن (Medicine) کی، اس کی بہت ساری کیٹگریز (Categories) ہوتی ہیں کلاسیفکیشن (Classification) کرتے تھے میڈیسنز (Medicines) کی اور یاد کرنے میں بہت مشکل ہوتی تھی۔

تو خاص ٹرکس (Tricks) ہوتی تھیں یاد کرنے کے لیے تو اُن میں سے ایک یہ طریقہ بھی ہے، دیکھیں: "سَعيدٌ وَسَعْدٌ وَابْنُ عَوْفٍ وَطَلْحَةٌ": آپ بڑی آسانی سے یاد کرسکتے ہیں ورنہ اکثر معاملات چار خلفائے راشدین میں نہیں ہیں وہ سب جانتے ہیں تقریباً،

معاملہ باقی جو چھ ہیں اس میں سے آپ دو بھی جان لیتے ہیں یا چار بھی لیکن دو میں پھر بھی گڑ بڑ ہو جاتی ہے جب اس طریقے سے آپ یاد کریں گے ان شاءاللہ اور میری گزارش ہے جتنے ساتھی بیٹھے ہیں حاضرین اور سامعین یہ سب یاد کر لیں آپ کو یاد کرنے میں دس منٹ نہیں لگیں گے دیکھ لیں آپ۔

ہوم ورک ہے یہ: "سَعيدٌ وَسَعْدٌ وَابْنُ عَوْفٍ وَطَلْحَةٌ ... وَعامِرُ فِهْرٍ وَالزُّبَيْرُ المُمَدَّحُ": اس میں جو نام ہیں وہ چھ نام ہیں باقی دو ایکسٹرا لفظ ہیں اس نظم کو ٹھیک کرنے کے لیے سیدھا کرنے کے لیے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): یہ وہ صحابہ ہیں جن کو خوشخبری اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ایک ہی نسق میں (ایک ہی جگہ پر ایک ہی حدیث میں) اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "أبُو بَكرٍ فِي الجَنَّةِ، وعُمرُ فِي الجَنَّةِ..." إلي آخر الحديث: ایسے نام لے لے کر ان دَس صحابہ کے نام لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کی خوشخبری سنائی۔

اس حدیث کو احمد نے روایت کیا ہے، ابو دواد نے، ترمذی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے اور علامہ البانی نے سلسلۃ الصحیحۃ میں اسے صحیح کہا ہے صحیح حدیث ہے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: اس لیے ان کو یہ لقب دیا گیا ہے (یعنی عشرۃ مبشرۃ بالجنۃ)، تو ہمارے اوپر واجب ہے ہم یہ گواہی دیں کہ تمام دَس صحابہ جو ہیں جنتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے یہ گواہی دی ہے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: "وثابت بن قيس بن شماس": سیدنا ثابت ابن قیس ابن شماس معروف صحابی ہیں اور ان کی ایک جو اچھی بات تھی یہ تھی کہ ان کی آواز بہت جہوری تھی بہت بلند تھی جب بات کرتے تھے تو دور تک آواز ان کی سنائی دیتی تھی اس لیے جب کوئی خطبہ جب کچھ بات کرنی ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے کہتے پھر یہ صحابی جو بات کرتے دور تک آواز پہنچانے کے لیے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطباء میں سے ایک خطیب تھے (ان کو خطباء کہتے ہیں، خطبے بھی دیتے تھے)۔

اب یہ بڑا پیارا قصہ ہے اس پر ذرا غور کریں، یعنی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس صحابی کو بھی ان کی زندگی میں جنت کی خوشخبری سنائی تھی کہ یہ صحابی جو ہیں جنتی ہیں دیکھیں قصہ کیا ہے؛ قصہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا سورۃ الحجرات آیت نمبر 2 میں: ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝﴾ (اے ایمان والو! اپنی آوازیں بلند مت کرو نبی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز پر اور بات کرتے ہوئے جہری طریقے سے بلند آواز میں بات نہ کرو جیسا کہ ایک دوسرے سے بات کرتے ہو یہ نہ ہو کہ تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں اور تمہیں اس کا شعور تک نہ ہو)۔

جب یہ آیت نازل ہوئی یہ صحابی ڈر گئے کیونکہ ان کی آواز اونچی تھی بات جب کرتے تھے تو دور تک آواز جاتی تھی (سبحان اللہ) تو گھر میں بیٹھ گئے کافی غمزدہ ہوئے تھے کہ کہیں میرے اعمال تو اکارت نہیں ہو گئے؟! تو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ یہ صحابی آ نہیں رہے تو ایک صحابی کو بھیجا جا کر ذرا دریافت کریں دیکھیں کیا حال ہے خیریت تو ہے مجلس میں نہیں آرہے؛ جب صحابی پہنچے تو ان سے پوچھا تو جواب میں سیدنا ثابت ابن قیس نے یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نازل ہوا ہے سورۃ الحجرات میں: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَرۡفَعُوٓاْ أَصۡوَٰتَكُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ ٱلنَّبِيِّ﴾ إلى آخر الآية؛ فرماتے ہیں کہ میں نے کئی مرتبہ اپنی آواز اونچی کی، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ہوتے ہوئے میری کئی مرتبہ آواز اونچی ہوئی تو میرا عمل اکارت ہو چکا ہے میں اہل النار میں سے ہو گیا ہوں (شدید ڈر اپنا محاسبہ دیکھیں!)۔

تو وہ صحابی جو گئے تھے حال پوچھنے کے لیے وہ پریشان ہو گئے واپس آتے ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر سناتے ہیں کہ معاملہ کچھ ایسا ہے اور سیدنا ثابت نے یہ وجہ بتائی ہے نہ آنے کی: اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے اُس صحابی کو واپس بھیجا اور یہ پیغام پہنچانے کے لیے بھیجا کہ جا کر آپ ان سے کہیں کہ آپ اہل النار میں سے نہیں ہیں آپ جہنمی نہیں ہیں آپ اہل جنت میں سے ہیں آپ جنتی ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ان کو جنت کی خوشخبری سنائی۔

یہ وہ صحابی ہیں جن کا نام لے کر اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے خوشخبری سنائی ہمارا بھی ایمان ہے کہ سیدنا ثابت بن قیس جو ہیں جنتی ہیں۔

لیکن یہاں پر دیکھیں یہ قرآن ہم بھی سنتے ہیں ہم بھی سمجھتے ہیں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں یہی قرآن صحابہ پر بھی نازل ہوا تھا وہ بھی سمجھتے تھے وہ بھی عمل کرتے تھے کبھی غور کیا ہے کہ اُن کے عمل میں اور ہمارے عمل میں کتنا فرق ہے؟! اب دیکھیں یہاں پر نام نہیں ہے کہ فلاں اور فلاں جو ہے، آواز اُن کی اونچی ہوتی ہے اُن کو اونچا نہیں رکھنا چاہیے لفظ عام ہے پیغام عام ہے اور تا قیامت سب مومنوں کے لیے ہے: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَرۡفَعُوٓاْ أَصۡوَٰتَكُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ ٱلنَّبِيِّ﴾: آوازیں بلند نہیں کرنی ہیں، جیسے ہم ایک دوسرے سے بات کرتے ہیں کبھی آواز اونچی نیچی ہو جاتی ہے، آواز کبھی بلند ہو جاتی ہے باتوں میں، نہیں! ایسا معاملہ نہیں کرنا اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ۔

اب یہ صحابی جو ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے اُن کو یہ اجازت دی کہ آپ نے خطابت کرنی ہے آپ نے بات بھی کرنی ہے کس خصلت کی وجہ سے ؟ یہی جس کی وجہ سے وہ ڈرے ہوئے تھے کہ اُن کی آواز جو ہے جہوری آواز ہے (دیکھیں بعض لوگ ہیں (سبحان اللہ) یہ اللہ تعالیٰ کی دَین ہے کہ اگر دھیمی آواز میں بھی بات کرتے ہیں تو یوں لگتا ہے کہ اُس بندے کی آواز کافی دور تک جارہی ہے۔اب ایسے لوگ جو ہوتے ہیں وہ خطبے کے لیے بڑے مناسب ہوتے ہیں)۔

تو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو یہ عہدہ دیا یہ طریقہ بتایا کہ آپ نے بات کرنی ہے،اب بات ہو جاتی تھی اور بلند آواز میں بات ہوتی تھی ایک دوسرے سے بات کرتے تھے تو ظاہر ہے کہ جب آواز ہی اونچی ہے تو آواز ایسی ہی ہوتی تھی اب کبھی یہ مقصد نہیں تھا کہ میری آواز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اوپر ہو۔ صحابہ سوچ بھی نہیں سکتے نا کیونکہ تربیت بھی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود کی ہے تو بے ادبی کا آپ کبھی تصور کر ہی نہیں سکتے نا کہ کبھی ایسا ہو!

تو معاملہ چل رہا تھا جب یہ آیت نازل ہوئی (میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ قرآن مجید کا اثر صحابہ کے دل میں کیسے ہوتا ہے اصل بات یہ ہے) تو اپنا محاسبہ کیا سب سے پہلے کہ دیکھیں میری آواز بھی تو اونچی ہے، میں بھی کئی مرتبہ اونچی آواز میں بات کر چکا ہوں، میں اِن میں شامل تو نہیں ہوں؟! میں اِن میں شامل ہوں کیونکہ لفظ تو عام ہے کہ کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں!

آپ جانتے ہیں اعمال اکارت ہونا؟ کہ آپ کا کوئی ایک عمل بھی باقی نہیں رہے گا سب ختم! اور اس کا شعور بھی نہیں ہو گا آپ لوگوں کو؛ پتہ ہے کس کے اعمال ختم ہو جاتے ہیں؟ عمل کس کے اکارت ہوتے ہیں؟ جو جہنمی ہوتا ہے اہل النار میں سے اس کا کوئی عمل باقی رہا نہیں تو وہ جہنمی ہے اور کیا ہے؟!

اس لیے انہوں نے کیا کہا ہے؟ کہ میں جہنمی ہو چکا ہوں۔ غلطی کیا ہے؟ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں اونچی آواز سے بات کی تھی؛ کوئی نیت کوئی مقصد نہیں ہے تصور بھی نہیں تھا کہ کبھی ایسا ہو گا لیکن جب اللہ کا پیغام آگیا ہے تو سب سے پہلے یہ نہیں کہا دائیں بائیں نہیں دیکھا کہ وہ بھی ہو سکتا ہے وہ بھی ہو سکتا ہے، نہیں! سب سے پہلے اپنا محاسبہ کرتے ہوئے کہ میں کہاں پر ہوں؟! اس آیت میں جب اپنے آپ کو تول کر دیکھا کہ میں کہاں پر ہوں تو انہوں نے کہا کہ یہ تو میں کر چکا ہوں اور فوراً اپنا محاسبہ کر کے کہا کہ یہ میرے اندر خامی ہے یہ غلطی ہے اس کا ازالہ کیسے ہو گا؛ ازالہ تو کب کہاں سے ہو گا؟!

اب اتنا زیادہ ڈر تھا کہ کہیں جا کر اور میں بات کروں کہیں اور مسئلہ نہ ہو جائے تو جانے کی جرأت بھی نہیں کی! دیکھیں ایمان اہل ایمان سے کیسا سلوک کرواتا ہے اور کہاں پر لے کر جاتا ہے!

اب یہ اُن کا جو غم تھا جو تکلیف تھی کس کے لیے تھی؟ اللہ کے لیے تھی یاد رکھیں؛ جب اللہ کے لیے آپ کوئی چیز کرتے ہیں تب اللہ تعالیٰ آپ کو اُس سے بہتر دیتا ہے یقیناً کہ نہیں؟ ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونا بڑا شرف ہے، اپنی آنکھوں سے دیکھنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کو سننا اور پھر سمجھنا واللہ بڑا شرف ہے یہ ! لیکن جب تکلیف ہوئی پریشانی ہوئی اللہ کے لیے ہوئی اپنا محاسبہ کیا اللہ تعالیٰ نے کیا خوشخبری سنائی؟ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جا کر اسے کہہ دو کہ جہنمی نہیں وہ جنتی ہے (اُن کی زندگی میں ہی)۔

جب یہ خبر ملی ہوگی تو اُن کی حالت کیا ہوگی؟! ایک شخص رو رہا ہے شدید کرب اور تکلیف میں ہے کہ میرے سارے اعمال اکارت ہو گئے !

پتہ ہے کہ اگر انسان کا کوئی نقصان ہو جائے تو دنیا کا تو کتنی تکلیف ہوتی ہے (دنیا کا تھوڑا سا نقصان)، دین کا تھوڑا نقصان ہو تو زیادہ تکلیف ہوتی ہے، اگر سارا دین ہی ختم ہو چکا ہو اب جہنمی ہے ایک عمل باقی نہ رہا ہو کتنا شدید کرب اور تکلیف ہوتی ہے ! اب فوراً خوشخبری آجائے کہ بھئی آپ جنتی ہو کس نے کہا آپ جہنمی ہو اب حالت کیسی ہوگی؟! (سبحان اللہ)۔

جب یہ آیت نازل ہوئی سیدنا ابو بکر صدیق نے اس کے بعد کبھی بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اونچی آواز میں بات نہیں کی بات سرگوشی میں کیا کرتے تھے قریب جا کر بیٹھ کر بات کرتے تھے جبکہ کیا اس آیت میں یہ ہے کہ آپ نے عام بات بھی نہیں کرنی؟ اونچی آواز سے جیسے ہم ابھی بات کر رہے ہیں کیا اس سے منع کیا گیا ہے؟ اس سے منع نہیں کیا گیا۔

کچھ اعرابی آتے تھے اصل بات یہ تھی اور اُن کو پتہ نہیں ہوتا تھا (بدو ہوتے ہیں نا بدو کیسے بات کرتے ہیں) کیونکہ بدو میں آداب اور اخلاق کی کمی ہوتی ہے تو اونچی آواز میں بات کرتے تھے جیسا کہ عام آپس میں باتیں کرتے ہیں تو اُن کو منع کیا گیا ہے کہ آپ نے ایسا نہیں کرنا ہے، لیکن کمال دیکھیں (سبحان اللہ) یہ صحابی جو بہت قریب تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو اس وصف میں شامل ہی نہیں ہیں جن کے لیے یہ آیت نازل نہیں ہوئی وہ اپنا محاسبہ کرتے ہوئے کہاں تک پہنچ گئے !

سیدنا ابو بکر صدیق یعنی ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ابو بکر مجھے سنائی نہیں دے رہا آپ کہہ کیا رہے ہو؟ اتنی دھیمی آواز میں بات کرتے تھے (اتنا اپنا محاسبہ کرنا سبحان اللہ !)۔

ہم یہ آیتیں قرآن مجید میں ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا﴾ کتنا سنتے ہیں، ابھی دیکھیں کتنی مرتبہ سنا ہے، قرآن مجید کو ختم کرتے ہوئے بڑا خوش ہوتے ہیں کہ بڑا ختم کیا ہے قرآن مجید کو کتنی مرتبہ پڑھا ہے ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا﴾ ؟

آگے تین چیزیں ہیں:

(۱) یا تو حکم دیا گیا ہے تعمیل کرنی ہے۔

(۲) یا کسی چیز سے منع کیا ہے اُس سے رُک جانا ہے۔

(۳) یا خبر ہے جس کی تصدیق ہم نے کرنی ہے۔ کہاں پر ہیں ہم؟!

سود نہیں کھانا رُک گئے سود کھانے سے؟! حرام نہیں کھانا، زنا نہیں کرنا زنا کے قریب تک نہیں جانا، شراب نہیں پینی، آنکھیں جھکانی ہیں، والدین کو اُف تک نہیں کہنا ہے، کہاں پر ہیں ہم؟!

نماز کا حکم ہے ہماری نماز کیسی ہے محاسبہ کیا ہے کبھی؟! زکوۃ کا حکم ہے کیا جانتے ہیں زکوۃ کے بارے میں ہم؟!

روزے رکھتے ہیں رمضان میں ہماری حالت کیسی ہوتی ہے کیسے روزے رکھتے ہیں ہم؟! ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ (البقرة:183)؛ ہم پچھلے چالیس سالوں سے روزے رکھ رہے ہیں تیس سال سے روزے رکھ رہے ہیں، اس سے زیادہ یا کم روزے رکھ رہے ہیں ابھی تک تقویٰ کا نہیں پتہ چلا ہمیں کہ تقویٰ کیا ہوتا ہے؟! متقی ابھی تک نہیں ہوئے ہم؟! خلل ہے کہ نہیں؟ خلل تو ہے۔ اس خلل کو درست کون کرے گا؟ کوئی پڑوسی نہیں کرے گا کوئی رشتے دار نہیں کرے گا ہم نے خود ہی کرنا ہے، اور جسے اللہ تعالیٰ توفیق دے وہی کامیاب ہوتے ہیں۔

(اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق بات کرنے کی حق کو سمجھنے کی اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے)۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں شیخ الاسلام کا یہ جملہ: "وغيرهم من الصّحابة": اور ان کے علاوہ بھی صحابہ جو ہیں جن کا نام لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو خوشخبری سنائی جنت کی اس کی مثال اُمہات المؤمنین۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "مثل أمهات المؤمنين" (مومنوں کی مائیں "اُمہات المؤمنین")؛ کیوں؟ شیخ صاحب فرماتے ہیں کیونکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجے میں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویاں ہیں (مطہرات ہیں اُمہات المؤمنین) اس لیے جنت میں ہیں، اور اِن میں سے سیدنا بلال بھی ہیں، سیدنا عبداللہ بن سلام بھی ہیں، سیدنا عکاشہ بن محصن بھی ہیں، سیدنا سعد بن معاذ بھی ہیں (رضی اللہ عنھم عن الصحابۃ أجمعین)۔

اب آیئے دیکھتے ہیں دلائل جن کی بنیاد پر یہ خوشخبری سنائی گئی۔

سیدنا بلال کے تعلق سے صحیح مسلم میں حدیث ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: مجھے جنت دکھا دی گئی اور میں نے ابو طلحہ کی بیوی کو دیکھا پھر میں نے کچھ آہٹ کی آواز سنی اپنے آگے میں نے دیکھا تو وہ بلال تھے (سیدنا بلال)۔

یہاں پر دو ہیں؛ ایک تو امرأة ابي طلحة جو ہیں ابو طلحہ کی بیوی، اور سیدنا بلال کو بھی جنت کی خوشخبری سنا دی گئی۔

سیدنا عبد اللہ بن سلام جنتی ہیں متفق علیہ حدیث میں ہے سیدنا سعد بن اَبی وقاص فرماتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کسی شخص کے لیے اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ وہ جنتی ہے جو زمین پر چلنے والا ہے تو وہ عبد اللہ بن سلام بھی ہے (کسی اور کو نہیں سنا مگر یہ سنا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عبد اللہ بن سلام جو ہیں یہ وہ جنتی ہیں جو اس زمین پر چلنے والے ہیں)۔ یعنی اس وقت دنیا میں موجود ہیں اہل الجنۃ میں سے ہیں۔

عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ معروف حدیث ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے لیے یہ دعا کی کہ اُن ستّر ہزار میں سے ہوں جو جنت میں داخل ہوں گے بغیر حساب اور بغیر عذاب کے۔

یہ متفق علیہ حدیث ہے معروف قصہ ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ستّر ہزار ایسے لوگ ہوں گے جو جنت میں جائیں گے بغیر حساب بغیر عذاب کے، تو سیدنا عکاشہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ میں بھی اُن ہی میں سے ہوں، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "آپ اُن ہی میں سے ہیں": اور ستّر ہزار میں یہ عظیم صحابی شامل ہیں جو جنت میں داخل ہوں گے بغیر حساب اور بغیر عذاب کے کتنی بڑی خوشخبری ہے! (سبحان اللہ)۔

پھر ایک اور صحابی نے یہ عرض کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے لیے بھی دعا کیجیے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''سَبَقَكَ بِهَا عُكَاشَةُ'' (عکاشہ سبقت لے گئے)۔

اور یہاں پر ایک بڑا پیارا پیغام بھی ہے کہ بعض اوقات بات کرنے کا وقت ہوتا ہے اور بات کرنی پڑتی ہے؛ اگر یہ صحابی خاموش رہتے تو اس خوشخبری محروم ہو جاتے، نہیں؟! یعنی کتنی بڑی بات ہے کتنی اچھی خبر ہے کہ ستّر ہزار ایسے لوگ ہوں گے جو جنت میں داخل ہوں گے بغیر حساب بغیر عذاب کے! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے ستّر ہزار!

اور ایسی خوشخبری جب کوئی انسان سنتا ہے تو سب سے پہلے کیا دل کرتا ہے؟ کاش اُن ہی میں سے ہوں کہ نہیں؟! یہ کاش دل میں ہوتا زبان پر نہ آتا تو کبھی اِن میں شامل ہوتے صرف ایک تمنا رہ جاتی نا؟! اب اس تمنا کو حقیقت میں کس چیز نے بدلا؟ ایک جملے نے۔

تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کبھی بات کرنے کا وقت ہوتا ہے اور بات کرنی چاہیے۔

بات کرنے کے تعلق سے جو تربیت والے لوگ ہیں جو تربیت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خاموشی بولنے سے بہتر ہے یہ قاعدہ ہے۔

خاموشی عمومی طور پر انسان جتنا خاموش رہتا ہے اتنا اس کی وقار اور عزت میں اضافہ ہوتا ہے اور اتنا ہی اس کے گناہ جو ہیں کم ہوتے ہیں کیونکہ جب بولتا ہے تو لکھا جاتا ہے، خاموش ہے تو کچھ لکھا نہیں جارہا ہے اور جب بولتا ہے تو تولتا کم ہے بولتا زیادہ ہے؛ تو بہتر یہ نہیں ہے کہ بندہ خاموش رہے اور ضرورت کی بات ہے تو بندہ کرے؟! لیکن بعض ایسے ایکسپشنز(Exceptions) ہیں جہاں پر آپ کو بولنا پڑتا ہے اور بولنا چاہیے۔

بعض اوقات بچے خاموش رہتے ہیں اُن کو بولنے کی اجازت نہیں دی جاتی، کوئی مہمان آجائے تو ڈانٹ ڈپٹ کی وجہ سے وہ بے چارے سہمے رہتے ہیں کچھ کہنا چاہتے ہیں کہہ نہیں پاتے، کچھ سمجھنا چاہتے ہیں اس وقت کچھ ایسا ہوا یا ایسا ہوا بول نہیں پاتے تو کافی خیر سے محروم رہ جاتے ہیں!

اب یہ جو عظیم صحابی ہیں انہوں نے موقع دیکھا کہ بہترین موقع ہے اِن ستّر ہزار میں شامل ہونے کا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دعا ہی کیوں نہ کروالیں؟! اور جس کے لیے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کردیں اور گواہی دے دیں کہ فلاں اُن ہی میں سے ہے یا فلاں جنتی ہے اب اس کو اور کیا چاہیے دنیا میں سے؟!

دیکھیں جتنے بھی نیک اعمال ہم کرتے ہیں کس کے لیے کرتے ہیں؟ تاکہ اللہ تعالیٰ ہماری مغفرت کردے ہمارے اعمال کو قبول کرے اور ہمیں جنت میں داخل کردے؛ جب آپ کو خوشخبری مل ہی جاتی ہے کہ آپ اُن ستّر ہزار میں شامل ہیں جن کو اس خاص انعام سے نوازا جائے گا یہ کمال ہے!

(کبھی اس پر بات کریں گے اور بھی کچھ مثالیں ہیں وقت نہیں ہے کہ کب خاموشی توڑنی پڑتی ہے اور بولنا پڑتا ہے)۔

پھر سیدنا سعد بن معاذ کا نام آیا ہے شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ سیدنا سعد بن معاذ کو بھی جنت کی خوشخبری دی گئی؛ یہ حدیث جو ہے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حدیث ہے سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ریشم کا کپڑا ہدیئے میں دیا گیا تو صحابہ نے جب یہ ریشم دیکھا بڑی اچھی قسم کا ریشم تھا تو ہاتھ لگا لگا کر ان کو تعجب ہو رہا تھا کہ یہ کتنا زیادہ ملائم ہے(Smooth ہے تو Smoothness کو دیکھ کر کافی ان کو تعجب ہو رہا تھا) تو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اُن کے اس تعجب کو دیکھا تو فرمایا "کیا آپ لوگوں کو اس ریشم کو دیکھ کر تعجب ہو رہا ہے سعد بن معاذ کے جو منادیل ہیں (جو ٹشوز وہ استعمال کر رہے ہیں) جنت میں وہ اس سے زیادہ ملائم ہیں"۔ کیا خوشخبری ہے؟ کہ سیدنا سعد بن معاذ جنت میں ہیں اور وہ یہ منادیل بھی استعمال کر رہے ہیں جنت کے (سبحان اللہ)؛ متفق علیہ حدیث ہے۔

تو یہ چند صحابہ ہیں جن کا نام لے کر جنت کی خوشخبری دی گئی، تو دو قسم یا دو طریقے ہیں جنت کی گواہی کے یہ ہمارا عقیدہ ہے اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے:

(۱) کہ یا تو وصف کی بنیاد پر ہوتا ہے خواہ وہ وصف جس وصف کے ساتھ جنت کو جوڑ دیا گیا ہے کہ اہل ایمان جنتی ہیں متقین جنتی ہیں، سچے جنتی ہیں اہل احسان والے جنتی ہیں، ہمارا ایمان ہے کہ یہ تمام جنتی ہیں اور ہر وہ شخص جس کی اندر یہ پیاری خصلت پائی گئی وہ جنتی ہے۔

(۲) دوسری قسم کے وہ لوگ جن کا نام لے کر جنت کی خوشخبری سنا دی گئی تو یقیناً ہمارا ایمان ہے کہ وہ تمام جنتی ہیں۔

سوال: سوال یہ تھا کہ جیسے بلال رضی اللہ عنہ ہیں یا سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کی جو وائف ہیں اور تیسرے صحابی جو ہیں معاذ ان سب کی خبر بتائی گئی ہے کہ یہ اچھے عمل کر رہے ہیں جنت میں۔ کیا یہ سب اس وقت تک فوت ہو چکے تھے؟

جواب: سیدنا سعد بن معاذ تو فوت ہو چکے تھے۔ ان کی وفات کے بعد کا تھا اور باقی جو ہیں سیدنا بلال تو زندہ تھے، یہ خوشخبری ہے کہ ایسا ہوگا جب جنت میں داخل ہوں گے، یعنی اللہ تعالی نے زندگی میں پہلے ہی دکھا دیا اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ سیدنا بلال جو ہیں وہ چلیں گے اور اس طریقے سے جنت میں ہوں گے۔

پھر شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "ويقرون بما تواتر به النقل عن أمير المؤمنين علي بن أبي طالب رضي الله عنه وغيره؛ من أن خير هذه الأمة بعد نبيها: أبو بكر، ثم عمر"۔

ایک اور مسئلہ ہے صحابہ کرام کے تعلق سے ہمارا جو ایمان جو مؤقف ہے اس میں علماء یہ بھی جملہ بیان کرتے ہیں اکثر اپنے اس عقیدے کو بیان کرتے ہوئے کہ امت میں سب سے بہتر کون ہے؟ سب سے افضل امت میں کون ہے؟ سیدنا ابو بکر ان کے بعد سیدنا عمر۔

شیخ الاسلام فرماتے ہیں: اور اہل سنت والجماعت اقرار کرتے ہیں اس بات پر جس پر تواتر سے یہ خبر نقل کی گئی ہے سیدنا علی بن أبي طالب (امیر المؤمنین علی بن أبي طالب) سے اور ان کے علاوہ بھی کچھ اور صحابہ نے بھی یہ بات بیان کی ہے کہ اس امت کے جو سب افضل ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ابو بکر صدیق ہیں اور پھر عمر بن خطاب ہیں۔

تواتر سے مراد شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علم الیقینی ہے، اور تواتر سے وہ خبر ثابت ہوتی ہے جس کو نقل کرنے والے لوگوں کی تعداد اتنی زیادہ ہو گی کہ وہ جھوٹ پر اکٹھے نہ ہو سکیں اسے متواتر خبر کہتے ہیں (اتنی زیادہ تعداد میں لوگ خبر دیں کہ اِن تمام لوگوں کا ایک ساتھ جھوٹ پر جڑنا ممکن نہ ہو)۔

صحیح بخاری میں اس کی دلیل دیکھیں کہ سیدنا ابو بکر صدیق سب سے پہلے ہیں پھر سیدنا عمر ہیں۔ صحیح بخاری میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کے زمانے میں لوگوں کا آپس میں افضیلت بیان کرتے تھے کہ کون زیادہ افضل ہے تو ہم سب سے پہلے ابو بکر صدیق پھر عمر بن خطاب پھر عثمان بن عفان کا نام لیتے۔

اور جب صحابی کہتا ہے کہ "ہم" تو اس سے کیا مراد ہوتا ہے؟ "اجماع" (ہم تمام صحابہ جب آپس میں بیٹھ کر یہ بات کرتے کہ امت میں سب سے افضل کون ہے اور تخییر کرتے صحابہ کی کہ کون پہلے نمبر پر ہے دوسرے نمبر پر کون ہے تو ہم یہ کہتے اختیار کرتے کہ ابو بکر سب سے پہلے ہیں پھر عمر بن خطاب ہیں پھر عثمان بن عفان ہیں۔

دوسری دلیل صحیح بخاری میں محمد بن الحنفیۃ رحمہ اللہ جو سیدنا علی کے بیٹے ہیں؛ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ کے ہوتے ہوئے دوسری شادی نہیں کی تھی، سیدہ فاطمہ کی وفات کے بعد انہوں نے دوسری شادی کی تھی پھر اُن میں سے بیٹا پیدا ہوا تھا اُس بیٹے کا نام ہے محمد بن الحنفیۃ یہ سیدنا علی کا بیٹا ہے، فرماتے ہیں: میں نے ایک مرتبہ اپنے والد سے (ابا جان سے) یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے افضل کون ہے لوگوں میں سے؟ تو سیدنا علی فرماتے ہیں "ابو بکر "۔ کہتے ہیں کہ پھر میں نے دوبارہ پوچھا کہ اُن کے بعد کون ہے، ثم من؟: "قال: ثم عمر" (سیدنا علی فرماتے ہیں پھر عمر ہیں)۔

پھر امام محمد بن الحنفیۃ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: پھر میں ڈر گیا کہ یہ نہ کہیں کہ عثمان تیسرے نمبر پر، پھر میں نے سیدھا پوچھا: "قلت: ثم أنت؟" (پھر انہوں نے پوچھا بھئی سیدنا عمر کے بعد آپ ہیں؟)، تو سیدنا علی فرماتے ہیں: "ما أنا إلّا رجل من المسلمين" (میں مسلمانوں میں سے ایک مسلمان ہوں صرف)۔ تو اس حدیث میں بھی دیکھیں گواہی کون دے رہے ہیں؟ سیدنا علی بن اَبی طالب (رضی اللہ عنہ)۔ پچھلی حدیث میں کس نے گواہی دی؟ سیدنا عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما)۔

اور شیخ الاسلام نے سیدنا علی کا نام لیا ہے سیدنا علی کی جو دلیل ہے صحیح بخاری میں بیٹا سوال کرتا ہے امام محمد بن الحنفیۃ رحمہ اللہ کہ سب سے افضل کون ہیں؟ سیدنا علی فرماتے ہیں ابو بکر ہیں۔ فرماتے ہیں ان کے بعد کون ہیں؟ فرماتے ہیں عمر ہیں۔ پھر خود بیٹا کہتا ہے کہ مجھے یہ خدشہ ہوا کہ سیدنا عثمان کا نام نہ لے لیں تو میں نے براہ راست ہی پوچھ لیا کہ کیا پھر آپ ہیں (یعنی تیسرے نمبر پر)؟ تو سیدنا علی فرماتے ہیں کہ میں تو صرف مسلمانوں میں سے ایک مسلمان ہوں۔

تو اس سے بھی یہ ثابت ہوا کہ سب سے پہلے ابو بکر ہیں پھر عمر ہیں پھر کون ہیں؟ عثمان کیونکہ خود یہ تابعی فرما رہے ہیں امام محمد بن الحنفیۃ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مجھے یہ خدشہ ہوا کہ تیسرے نمبر پر عثمان کا نام نہ لے لیں (یعنی یہ چاہتے تھے کہ سیدنا علی کا سیدنا عمر کے بعد نام لیا جائے)۔

بہر حال تو تیسرے نمبر پر یہ بات معروف اور مشہور تھی صحابہ میں اور تابعین میں کہ سب سے پہلے سیدنا ابو بکر ہیں پھر عمر ہیں پھر عثمان ہیں اور پھر علی ہیں۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنی خلافت میں یہ گواہی دے رہے ہیں کہ اس امت کے جو سب سے افضل لوگ ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ابو بکر ہیں پھر ان کے بعد عمر ہیں تو پھر جو روافض ہیں ان کی جو حجت ہے وہ ختم ہوئی اور تباہ ہوئی جو لوگ یہ سمجھتے ہیں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ سیدنا علی کا پہلا نمبر ہے۔ یعنی سیدنا علی نے خود بھی یہ کبھی پسند نہیں کرتے تھے اُن کو یہ کہا جائے کہ آپ کا پہلا نمبر ہے؛ ہمیشہ کیا کہتے تھے پہلا نمبر کس کا ہے سب سے پہلے کون ہیں؟ سیدنا ابو بکر، پھر سیدنا عمر، اور پھر سیدنا عثمان، پھر سیدنا علی ہیں۔

اور "وغيره": یعنی اِن کے علاوہ بھی صحابہ یہ گواہی دیتے تھے کہ سیدنا علی کے علاوہ بھی کچھ ایسے صحابہ تھے اور تابعین تھے وہ گواہی دیتے تھے۔ شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): اور اس پر اتفاق ہے اماموں کا کہ یہ ترتیب ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے کسی کو یہ شک کرتے ہوئے نہیں دیکھا کہ کسی نے کبھی سیدنا ابو بکر اور عمر کو آگے کرنے میں کوئی شک کیا ہو (یعنی انکار تو دور کی بات ہے کوئی شک بھی نہیں کرتا تھا کہ امت میں سب سے افضل ابو بکر ہیں پھر عمر ہیں)۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صحابہ اور تابعین کا آپس میں کبھی کوئی اختلاف نہیں تھا کہ سب سے پہلے ابو بکر ہیں اور عمر ہیں، اِن کو آگے کیا جاتا۔ اور جو بھی اس اجماع سے خارج ہوا تو یقیناً اس نے مومنوں کے راستے کے علاوہ کسی اور راستے کو اپنایا ہے۔

پھر شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "ويثلثون بعثمان، ويربعون بعلي؛ رضي الله عنهم، كما دلت عليه الآثار": "ويثلثون" (یعنی تیسرے پر سیدنا عثمان کو بیان کرتے ہیں) "ويربعون" (اور چوتھے نمبر پر سیدنا علی ہیں) جیسا کہ آثار اور دلائل میں آیا ہے۔

یعنی اہل سنت والجماعت جو ہیں سیدنا عثمان کو افضیلت میں تیسرے نمبر پر بیان کرتے ہیں اور سیدنا علی کو چوتھے نمبر پر۔

تو اس سے یہ ثابت ہوا (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں) کہ اس امت کے جو سب سے افضل لوگ ہیں یہ چار ہیں: سیدنا ابو بکر صدیق ہیں، پھر سیدنا عمر ہیں، یہ اجماع سے ثابت ہے، سیدنا ابو بکر اور عمر کی تقدیم جو ہے یہ اجماع سے ثابت ہے، پھر سیدنا عثمان اور علی ہیں اِن کے بعد۔

سیدنا عثمان اور علی کا اجماع تو نہیں ہے لیکن جو قول راجح ہے اس میں اختلاف ہے جیسے آگے بیان بھی ہوگا ان شاء اللہ کہ سیدنا عثمان تیسرے نمبر پر ہیں اور سیدنا علی چوتھے نمبر پر ہیں۔

خلافت میں اتفاق ہے آگے بیان کروں گا میں وقت ختم ہوگیا ہے یہیں سے شروع کروں گا میں اگلا درس جو ہے کہ خلافت کی جو ترتیب ہے اس پر اجماع ہے اہل سنت والجماعت کا، روافض نے اس کا انکار کیا ہے خوارج نے بھی لیکن جو ترتیب ہے کہ سب سے پہلے ابو بکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی ہیں؛ افضلیت میں سیدنا ابو بکر اور عمر پر اجماع ہے اختلاف سیدنا عثمان اور علی کی افضلیت میں ہوا ہے صرف کہ کون افضل ہے، اور قول راجح یہی ہے دلائل کی روشنی میں کہ سیدنا عثمان افضل ہیں سیدنا علی سے۔

اور جہاں تک بات ہے سیدنا عثمان کو سیدنا علی پر آگے کرنا خلافت میں اس پر اجماع ہے اہل سنت والجماعت کا اس میں اختلاف نہیں ہے، اختلاف تفضیل پر ہے فقط وہ بھی ان شاءاللہ اگلے درس میں دلائل کی روشنی میں بیان کریں گے۔

((واللہ أعلم))۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (100.العقیدۃ الواسطیۃ) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio